Al-Azhār
ISSN (Print): 2519-6707
Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17
URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/278
Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.278

Title Laws of Research in the Light of QuranKareem,”

Author (s): Dr. Irshadullah, Dr. Hafiz Abdul Majeed, Dr.Muhammad Fakhar ud din

Received on: 29 July, 2021
Accepted on: 29 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Dr. Irshadullah, Dr. Hafiz Abdul Majeed, Dr.Muhammad Fakhar ud din “"Laws of Research in the Light of QuranKareem,” Al-Azhār: 7 no, 2 (2021): 410-427

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

قرآن کریم کی روشنی میں اصول تحقیق
Laws of Research in the Light of QuranKareem

*ڈاکٹر ارشاد اللہ
**ڈاکٹر حافظ عبد المجید
***ڈاکٹر فخر الدین

ABSTRAT

The Holy Quran is a complete and last book descended from Allah for guidance of human being. This book comprises the solution for problems in all departments of life. The Holy Quran is not only a collection of a few prayers and practices but it also encloses the lasting and everlasting achievements of this world and the life after death. Where the Quran has determined the paths and scales of guidance of human beings, it has also stated the laws and principles for living life. Laws of research has also been narrated among the laws and principles given by the Holy Quran. The Quran guides towards reality and describes comprehensive and solid principles regarding research. Allah says in the Holy Quran:"O you who have believed, if there comes to you a person with information, you must investigate it well".To believe or tell news without researching is a great mistake which generates many more mistakes. Therefore the Holy Quran has prohibited the transmission without research and it has made it essential to reach the base of facts before taking an action. Moreover, the Quran advises to avoid haste, to consult the knowledgeable, and to reach authenticity of any news and information. "Research" means to know the reality, to investigate or to prove the fact. Human life is an abode of problems and matters. To solve these problems, one must investigate fully and amend the matters. In this essay I have tried to explain how the Quran guides about the laws of research.

Keywords: Laws, Research, Holy Quran, Principles, Guidance

---

*تھیالوجی ٹیچر، گورنمنٹ مڈل سکول نمبر1 بند کورائی، ڈیرہ اسماعیل خان
**صدر شعبہ اسلامیات، گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان
***لیکچرر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریسرچ، یو ایس ٹی بنوں

تعارف:

تحقیق ایک ایسا عمل ہے ،جس کو معاشرہ میں عزت وتوقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مہذب معاشروں میں تحقیق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ جہاں تحقیق کے لیے ہر قسم کے مواقع نہ صرف دستیاب ہیں بلکہ تحقیق کے نتائج اور روشنی میں منصوبہ بندی کے خدو خال واضح کیے جاتے ہیں، وہاں تحقیق کے نظام کو وسعت دی جاتی ہے۔ اقدار اور معاشرتی انصاف اپنی بلند ترین سطح پر ہوتے ہیں۔ جن معاشروں میں تحقیق اور منصوبہ بندی ناپید ہیں، وہاں معاشرتی ترقی گرہن زدہ ہے اور ریاست کے امور ابتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اور مہذب معاشرے کا خواب پورا نہیں ہوتا۔ معاشرے کو مہذب بنانے اور ریاست کو اچھی ڈگر پر لے جانے سمیت کسی بھی شعبہ کے غیر معمولی کاموں کو اجاگر کرنے یا اس کو معاشرے پر آشکارا کرنے کا مستند ذریعہ تحقیق کی جزویات اور جدلیات ہی ہیں۔ جن معاشروں نے تحقیق کو اپنا طرہ امتیاز بنایا ہے، وہ مہذب معاشرت کے حصول میں کامیابی کی طرف گامزن ہیں۔ اگر ہمیں مہذب معاشرت کی طرف مراجعت یا بہتر سے بہتر نتائج حاصل کرنے ہیں تو لازماً تحقیق کے رجحان کی آبیاری کرنا ہوگی۔ قرآن کریم علم و معرفت کی عظیم کتاب ہونے کے ناطے جہاں زندگی کے باقی مسائل کے بارے میں واضح اور دوٹوک مؤقف کی حامل ہے وہاں حقائق تک رسائی کے لیے بھی جامع اور ٹھوس اصول بیان کرتی ہے۔

اصول کے لغوی معنی ہیں قاعدہ، طور طریقہ، بنیادیں یا جڑیں وغیرہ۔ اور یہ جمع ہے اصل کی۔[1]

تحقیق عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو باب تفعیل سے مصدر ہے۔ حقق، یحقق، تحقیقاً۔ محقق (تحقیق کرنے والا)، محقق (تحقیق شدہ)، "حقق فلان" تو اس کے معنی ہیں۔ فلاں نے تحقیق کی یعنی "اصلیت معلوم کی"، دریافت کیا، کھوج لگایا، حقیقت کو ثابت کیا۔

لغوی اعتبار سے لفظ تحقیق، حق سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ثابت کرنا، دریافت کرنا، جانچ پڑتال کرنا، اور پایہ ثبوت کو پہنچنا وغیرہ۔ یہ انگریزی لفظ ریسرچ کا مترادف ہے"۔[2]

اصطلاح میں تحقیق کے معنی ہیں کسی تعلیمی موضوع کے بارے میں ایسے طریقے سے کھوج لگانا کہ اس کی اصلی شکل خواہ معلوم ہو یا غیر معلوم اس طرح نمایاں ہو جائے کہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے۔ ایسے عمل کو

تحقیق کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

انگریزی زبان میں تحقیق کو ریسرچ کہا جاتا ہے۔ جس کی تعریف آکسفورڈ ڈکشنری میں یوں کی گئی ہے۔

" Endearour to discover new or collage old facts etc. By seientific study of a subject".[3]

"کسی مضمون کے سائنسی مطالعہ سے نئے حقائق کو دریافت کرنا یا پرانے حقائق کو پرکھنے کی کوشش کرنا۔"

تحقیق سچائی کی تلاش کا نام ہے۔ بعض مسلمہ اصولوں کی روشنی میں نئے حقائق کا کھوج لگانا اور معلوم حقائق کو ان کی اصل شکل میں دیکھنے اور پیش کرنے کی کوشش کرنا تحقیق کا مقصد ہے۔ تحقیق کسی امر میں پائے جانے والے شک کو دور کرتی ہے۔ انسان کسی بات پر یقین کرنے کے لئے ثبوت چاہتا ہے۔ اور تحقیق یہ ثبوت مہیا کرتی ہے۔ تحقیق کا وجود کسی تہذیب کی زندگی کی ایک علامت ہوتا ہے۔ کسی بات کو بغیر تحقیق کے مان لینا یا کہہ دینا ایک ایسی غلطی ہے جس سے متعدد غلطیاں جنم لیتی ہیں۔ اور یہ غلطی آنے والی نسلوں کو بھی کسی امر کی حقیقت اور سچائی سے بہت دور لے جاتی ہے۔ بسا اوقات چھوٹی سی بات کو بلا تحقیق مان لینے کا بہت بڑا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ قرآن مجید تحقیق کے بارے میں ٹھوس اور جامع اصول بیان فرماتا ہے جن میں چیدہ چیدہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ کسی خبر یا اطلاع کی صداقت تک پہنچنا ضروری ہے:

انسانی زندگی مختلف قسم کے مسائل اور معاملات کی آماجگاہ ہے۔ جس میں وقت کے ساتھ ساتھ یہ مسائل و معاملات پیش آتے رہتے ہیں۔ اور ان کے حل کے لیے طرح طرح کے ذرائع اپنانے پڑتے ہیں جن میں پوری تحقیق اور کانٹ چھانٹ سے ان کے ہر پہلو پر غور و فکر کرنا وغیرہ بھی شامل ہے۔ اس بارے میں قرآن حکیم ہماری رہنمائی اس آیت کریمہ سے کرتا ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾[4]

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کوئی نقصان پہنچا بیٹھو کسی قوم کو بے علمی (و نادانی) کی بناء پر تو پھر اس کے نتیجے میں تمہیں خود اپنے کیے پر شرمندگی اٹھانی پڑے۔

اس آیت مبارکہ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ایمان والوں کے لیے کسی خبر و اطلاع کی تحقیق، اس کی سچائی کی تلاش، اس کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب اس آیت کے بارے میں امام جصاصؒ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی فاسق کی خبر کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک دوسرے ذرائع سے تحقیق کر کے اس کا صدق ثابت نہ ہو جائے کیونکہ اس آیت میں ایک مشہور قراءت فتثبتوا کی ہے۔ جس کے معنی ہیں اس پر عمل کرنے اور اقدام میں جلدی نہ کرو، بلکہ ثابت قدم رہو جب تک دوسرے ذرائع سے اس کا صدق ثابت نہ ہو جائے۔[5]

2۔ تشہیر بلا تحقیق جائز نہیں:

سرسری طور پر کسی ذریعہ سے کسی واقع کے بارے میں علم ہو جاتا ہے اور اس کو بلا تحقیق زبان سے بیان کرنا اس لیے ناجائز قرار دیا گیا کہ اس طور پر گوناگوں مسائل اور نقصانات پیدا ہوتے ہیں۔ لہذا اس کے ازالہ کے لیے قرآن کریم نے پہلے ہی سے بندش لگادی۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِذا جاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ وَلَوْلا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطانَ إِلاَّ قَلِيلاً ﴾[6]

ترجمہ: اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ اس (خبر) کو رسول کے پاس یا اصحاب اختیار کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی کھوج نکالنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔ اور (مسلمانو) اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر باقی سب شیطان کے پیچھے لگ جاتے۔

اس آیت کے متعلق تفسیر روح المعانی میں ہے۔ "وفیہ انکار علی من تحدث بالشیء قبل تحقیقہ"۔[7]
اس آیت میں کسی بات کی تحقیق سے قبل اس خبر کو بیان کرنے پر انکار ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کے ذیل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ان کو اطلاع ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو طلاق دی ہے۔ بعد میں وہ خبر غلط نکلی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جھوٹ قرار دیا تھا۔[8]

3۔ تحقیق کو نظر انداز کر دینا گمراہی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو گمراہی سے بچنے کے لیے عقل و شعور کی عظیم دولت سے مالا مال کیا ہے، چنانچہ انسانوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ گمراہی سے بچنے اور حق راہ کی تلاش کے لیے تحقیق کو اپنائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذا جاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾[9]

ترجمہ: اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ اس (خبر) کو رسول کے پاس یا اصحاب اختیار کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی کھوج نکالنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق کے بیان نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ»۔[10]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹے ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق کے بیان کر دے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا:

«مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ، وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ»۔[11]

جو آدمی کوئی ایسی بات بیان کرے جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹی ہے تو دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا وہ بھی ہے۔

4۔ تحقیق کرنا ہر فرد کا کام نہیں:

کسی بات کی تہہ تک پہنچنا اور حقائق جمع کرنا نہایت مشکل اور محنت طلب امر ہے لہذا خبر کی تحقیق خاص لوگوں کا کام ہے، ہر شخص کا کام نہیں ہے اور نہ ہی ہر شخص کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَإِذا جاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾[12]

ترجمہ: اور جب ان کو کوئی بھی خبر پہنچتی ہے، چاہے وہ امن کی ہو یا خوف پیدا کرنے والی، تو یہ لوگ اسے (تحقیق کے بغیر) پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ اس (خبر) کو رسول کے پاس یا اصحاب اختیار کے پاس لے جاتے تو ان میں سے جو لوگ اس کی کھوج نکالنے والے ہیں وہ اس کی حقیقت معلوم کر لیتے۔

مولانا بدر عالمؒ لکھتے ہیں:

"ہر خبر کی تفتیش کا ہر انسان سلیقہ نہیں رکھتا، بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی تفتیش خاص افراد ہی کر سکتے ہیں"۔[13]

لعلمه الذين يستنبطونه منهم "تو تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے۔ "یعنی وہ اپنے غور و فکر، درست آراء اور صحیح راہنمائی کرنے والے علوم کے ذریعے سے درست نتائج کا استخراج کر لیں گے۔ اس آیت کریمہ میں ادب و احترام کے ایک قاعدے پر دلیل ہے کہ جب کسی معاملے میں بحث اور تحقیق مطلوب ہو تو مناسب یہ ہے کہ معاملہ اس شخص کے سپرد کر دیا جائے جو ذمے دار ہے اور وہ اس معاملے کو تحقیق کے لئے ایسے شخص کے حوالے کر دے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو اور ان ذمہ دار اصحاب کی تحقیق سے پہلے کسی رائے کا اظہار نہ کریں۔ یہ طریقہ کار زیادہ قرین صواب اور خطا سے زیادہ محفوظ ہے۔ اس میں کسی معاملے کو سنتے ہی اس کو پھیلانے میں عجلت اور جلدی کرنے کی ممانعت کی بھی دلیل ہے، نیز حکم ہے کہ بولنے سے پہلے اس معاملے میں خوب غور و فکر کر لیا جائے کہ آیا اس میں کوئی مصلحت ہے کہ انسان آگے بڑھ کر کوئی اقدام کرے یا کوئی مصلحت نہیں ہے کہ انسان پیچھے ہٹ جائے۔

امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں:

اگر یہ (منافقین) اللہ تعالیٰ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ملت کے خیر خواہ ہوتے تو ان کے لیے صحیح طریقہ یہ تھا کہ اس طرح کی جو باتیں ان کے علم میں آتیں ان کو عوام میں سنسنی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے کے بجائے ان کو رسول اور امت کے ارباب حل و عقد کے سامنے پیش کرتے تا کہ ان کے اندر جو لوگ معاملات کی

گہری سوجھ بوجھ رکھتے ہیں ان کے موقع و محل کا تعین کرتے اور ان کے باب میں صحیح پالیسی اختیار کرتے۔ علم کے معنی کسی شے کے موقع و محل کے تعین کے بھی آتے ہیں۔[14]

آیت واذا جآءھم امرمن الامن اوالخوف میں دشمن کا کوئی ذکر نہیں ہے، لہٰذا امن اور خوف عام ہے، جس طرح ان کا تعلق دشمن سے ہے، اسی طرح مسائل حوادث سے بھی ہے، کیونکہ جب کوئی جدید مسئلہ عامی کے سامنے آتا ہے جس کی حلت اور حرمت کے بارے میں کوئی نص نہیں ہے، تو وہ فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کونسا پہلو اختیار کرے اور دونوں صورتوں میں نفع، نقصان کا احتمال رہتا ہے تو اس کا بہترین حل شریعت نے یہ نکالا کہ تم اہل استنباط کی طرف رجوع کرو، وہ جو بات بتلائیں اس پر عمل کرو۔

5۔ عمل بلا علم ممنوع ہیں:

ہر امر کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ معلوم کیے بغیر اس پر عمل کرنا بے معنی ہے اسی طرح اگر کسی امر کے بارے میں علم ہو لیکن اسے عملی جامہ نہ پہنانا بھی بے مقصد ہے یعنی علم اور عمل بیک وقت لازم و ملزوم ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ دونوں کے ہوتے ہوئے نتیجہ و مقاصد حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ﴾[15]

ترجمہ: اور جس بات کا تمہیں یقین نہ ہو، (اسے سچ سمجھ کر) اس کے پیچھے مت پڑو۔ یقین رکھو کہ کان، آنکھ اور دل سب کے بارے میں (تم سے) سوال ہوگا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشریؒ لکھتے ہیں۔

" والمراد: النهى عن أن يقول الرجل ما لا يعلم، وأن يعمل بما لا يعلم "۔[16]

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص کوئی ایسی بات نہ کرے جس کا اس کو علم نہ ہو اور نہ وہ عمل کرے جس کا اس کو علم نہ ہو۔

علامہ جصاصؒ نے احکام القرآن میں اس آیت کی یوں تفصیل بیان کی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ نے کہا ہے کہ جو سنا نہ ہو یہ نہ کہو کہ میں نے سنا ہے اور جو دیکھا نہ ہو تو نہ کہو کہ میں نے دیکھا ہے اور جس چیز کا تم کو علم نہ ہو تو مت کہو کہ میں جانتا ہوں اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کے احکامات میں ظن وگمان کرنے سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح لوگوں کے بارے میں ایسی بری بات کہنا جس کی صحت کا علم نہ ہو اس سے روکا گیا ہے اور یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ بغیر علم کے کوئی بات کرنا خواہ وہ جھوٹی ہو یا سچی بیان کرنے والا گنہگار ہے۔ کیونکہ بغیر علم کے بات کر دی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روکا ہے۔[17]

اس آیت کے متعلق تفسیر روح المعانی میں ہے۔

"أي لا تتبع ما لا علم لك به من قول أو فعل وحاصله يرجع إلى النهي عن الحكم بما لا يكون معلوما"۔[18]

کسی ایسے قول و فعل کی پیروی نہ کر جس کا تجھ کو علم نہ ہو اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو چیز معلوم نہ ہو اس پر کسی قسم کا حکم نہ لگایا جائے۔

اس آیت سے خلاصہ یہ معلوم ہوا کہ علم صحیح وہ ہے جس پر عقل سلیم اپنی مہر تصدیق ثبت کر دے اور اس کے بعد اس کا یقین کر لے۔

اگر کوئی عقل سلیم اس سے پہلے کسی بات پر یقین کر بیٹھا اور اسے منہ سے نکال دیا، یا اس پر عمل کر لیا تو اس سے اس کی باز پرس ہو گی کہ اس جلد بازی کے کیا معنی ؟ اور پھر اسے اس کی سزا دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں میں مل کر رہے گی۔

منہ سے کوئی بات نکالنا بڑی ذمہ داری کا کام ہے اس لیے ضروری ہے کہ کانوں سے ٹھیک سے سنا ہو، آنکھوں سے ٹھیک دیکھا ہو، پھر فکر نے ان درست سنی اور دیکھی باتوں سے صحیح نتیجہ نکالا ہو۔ پھر عقل سلیم یہ فتویٰ دیدے کہ یہ درست نتیجہ ہے پھر دل کو اطمینان ہو جائے کہ اب یہ اس قابل ہے کہ اسے منہ سے نکالا جائے یا اس پر عمل کیا جائے۔

6۔ تحقیق میں عقل کی تائید کا خیال رکھنا:

کسی بات کی تحقیق کے لئے دوسرے لوازمات کے ساتھ اس پہلو کو بھی پیشِ نظر رکھنا ہو گا کہ کیا عقل بھی اس کے وقوع یا عدم وقوع کو جائز تسلیم کرتی ہے یا نہیں۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی عظیم تصنیف سیرۃ النبی کے مقدمہ میں تحقیق واقعات کے اصول بتاتے ہوئے وہ دوسرا اصول "درایت" کو بھی قرآن حکیم کا بتایا ہوا اصول قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ قرآن حکیم سے استدلال پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ:

تحقیق واقعات کا دوسرا اصول یہ ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جاتا ہے عقلی شہادت کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ یہ اصول بھی در حقیقت قرآن ہی نے قائم کر دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا پر جب منافقین نے تہمت لگائی تو اس طرح خبر کو مشہور کر دیا کہ بعض صحابہ کرامؓ تک مغالطہ میں آگئے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ بھی قاذفین میں شریک تھے۔ اور اسی بناء پر حد قذف جاری کی گئی۔ قرآن مجید میں بھی اس کی تصریح ہے۔ (وہ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں) عام اصول کی بناء پر اس خبر کی تحقیق کا یہ طریقہ تھا کہ پہلے راویوں کے نام دریافت کئے جائیں پھر دیکھا جاتا کہ وہ ثقہ یا صحیح الروایت ہیں یا نہیں؟ پھر ان کی شہادت لی جاتی۔ لیکن خدا نے اس آیت میں فرمایا کہ سننے کے ساتھ تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ بہتان ہے اس سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ اس قسم کا خلاف قیاس جو واقعہ بیان کیا جائے قطعاً سمجھ لینا چاہئے کہ یہ غلط ہے۔ اس طرز تحقیق یعنی درایت کی ابتداء خود صحابہؓ کے دور میں ہو چکی تھی۔[19]

7۔بیان واقعہ کو پوری توجہ سے سننا، اس پر غور و فکر کرنا اور اس کے بعد عمل کرنا:

جو واقعہ بیان کیا جارہا ہو سامع کو پوری توجہ سے سننا از حد ضروری ہے اور پھر صرف سننے پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ اس کے ہر پہلو پر غور و خوض کر کے ایک نتیجہ تک پہنچنا بھی لازمی ہے۔ بلا غور و فکر اس پر عملی اقدام خوف و خطرے سے خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا﴾[20]

ترجمہ: اور اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو ان احکام پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی شفیع صاحب لکھتے ہیں:

اس آیت میں دو چیزیں مذکور ہیں ایک آیات الٰہیہ پر گر پڑنا یعنی اہتمام کے ساتھ متوجہ ہونا۔ یہ تو امر

محمود و مقصود اور بہت بڑی نیکی ہے۔ دوسرے اندھوں، بہروں کی طرح گرنا کہ قرآن کی آیات پر توجہ تو دیں مگر یا تو ان پر عمل کرنے میں معاملہ ایسا کریں کہ گویا انہوں نے سنا اور دیکھا ہی نہیں۔ اور یا آیات قرآن پر عمل بھی کریں مگر ان کو اصول صحیح اور تفسیر صحابہؓ، تابعینؒ کے خلاف اپنی رائے یا سنی سنائی باتوں کے تابع کے کے غلط عمل کریں۔ یہ بھی ایک طرح سے اندھے بہرے ہو کر ہی گرنے کے حکم میں ہیں۔[21]

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ آیات زبانیہ سن کر احکامات پر عمل کرنے سے پہلے خوب تحقیق کر لینی چاہیے۔

8۔کاروائی سے پہلے حقائق تک رسائی ضروری ہے:

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ کسی بھی موقع و محل پر کاروائی و عمل کرنے سے پہلے معاملہ کی خوب تحقیق کر لینی چاہیے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾[22]

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں سفر (جہاد) کے لیے جاؤ تو خوب تحقیق کر لیا کرو اور جو تم کو سلام کرے اس سے یہ نہ کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

مسند احمد میں روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: " مَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ بِنَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ يَسُوقُ غَنَمًا لَهُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: مَا سَلَّمَ عَلَيْنَا إِلا لِيَتَعَوَّذَ مِنَّا، فَعَمَدُوا إِلَيْهِ فَقَتَلُوهُ، وَأَتَوْا بِغَنَمِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوا}۔[23]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلیم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس سے بکریاں چراتے ہوئے گزرا اس نے سلام کیا، صحابہؓ نے کہا اس نے صرف اپنی جان بچانے کے لیے ہم کو سلام کیا ہے انہوں نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا، اور اس کی بکریاں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچے اس موقع پر یہ آیت (النساء:۹۴) نازل ہوئی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے

جہاد پر نکلیں تو تمام مشتبہ امور میں اچھی طرح تحقیق کر لیا کریں اور جلدی نہ کیا کریں۔ کیونکہ تمام معاملات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ واضح اور غیر واضح۔ جو امور واضح ہوتے ہیں ان میں تحقیق اور جانچ پڑتال کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ چیز تحصیل حاصل کے زمرے میں آتی ہے۔ رہے مشکل اور غیر واضح امور تو انسان ان میں جانچ پڑتال اور تحقیق کا محتاج ہوتا ہے کہ آیا وہ اس میں اقدام کرے یا نہ کرے؟ کیونکہ ان امور میں تحقیق اور جانچ پڑتال سے بے شمار فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی برائیوں کا سدباب ہو جاتا ہے۔ اس کے ذریعے سے بندے کے دین، عقل اور وقار کے بارے میں معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس کے برعکس وہ شخص جو معاملات کی ابتداہی میں ان کی جانچ پڑتال سے پہلے فیصلہ کرنے میں عجلت سے کام لیتا ہے۔ اسے اس عجلت سے ایسے نتائج کا سامنا ہو سکتا ہے جو نہایت غیر مناسب ہوں، جیسا کہ ان مسلمانوں کے ساتھ ہوا جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ جنہوں نے بغیر کسی تحقیق اور جانچ پڑتال کے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے ان کو سلام کیا تھا۔ اس کے پاس کچھ بکریاں یا کوئی اور مال تھا اس کا خیال تھا کہ اس طرح (سلام کرنے سے) قتل ہونے سے بچ جائے گا اور ان کا یہ فعل (قتل) در حقیقت خطا تھا، بنا بریں اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو کسی بھی قسم کی کاروائی کرنے سے پہلے خوب تحقیق کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں۔

جب کسی علاقے پر حملہ کے لیے نکلو تو اس علاقے کے اندر جو مسلمان ہوں ان کے متعلق پوری تحقیق کر لو کہ مسلمان کہاں کہاں اور کس حال میں ہیں تا کہ تمہارے حملے سے وہ محفوظ رہیں۔ مزید فرماتے ہیں۔

مومن کی جان کے احترام کی آخری حد یہی ہو سکتی ہے جو اس آیت سے ظاہر ہوتی ہے۔ دارالحرب میں عین دورانِ جنگ میں بھی اگر ایک شخص اپنے ایمان کے اظہار کے لیے سلام کر دے یا کلمہ پڑھ دے تو مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ بغیر تحقیق کے اس خلاف تلوار اٹھائے۔ جنگ کے ہنگامی حالات میں اس طرح کی تحقیق اگرچہ نہایت مشکل کام ہے اور یہ اندیشہ بھی ہے کہ اس سے دشمن فائدہ اٹھائے لیکن اسلامی غزوات میں اس ہدایت کی پوری پابندی کی گئی۔[24]

9۔اہل علم کی طرف رجوع کرنا:

علم راستہ ہے اور اہل علم اس راستہ کے چراغ ہیں، صاحب علم اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔اس لیے ضروری ہے کہ تمام نامعلوم مسائل میں اہل علم حضرات کی طرف رجوع کیا جائے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾[25]

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے صرف مردوں ہی کو رسول بنایا تھا جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے، اگر تم لوگ نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھ لو۔

کفار و مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی تسلیم نہیں کرتے تھے۔اور دلیل یہ پیش کیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بڑی بلند ہے کہ وہ کسی بشر کو اپنا رسول بنا کر بھیجے۔اگر اسے کوئی رسول بھیجنا ہی تھا تو اس کے پاس فرشتوں کی کیا کمی تھی۔کسی فرشتہ کو ہی رسول بنا کر بھیج دیتا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ہمارا تو یہی دستور ہے کہ جب ہم انسانوں کی طرف کوئی نبی بھیجتے ہیں تو انہیں میں سے کسی مرد کو اس خدمت پر مامور فرما دیتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی پہلے نبی تو نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی ہمارے انبیاءعلیہ السلام تشریف لائے اور وہ سب کے سب نوع انسانی کے فرد تھے۔اے کفار اگر تم اس مسئلہ کی مزید تحقیق کرنا چاہو تو کسی صاحب علم سے پوچھ لو، وہ تمہیں بتائے گا کہ نبی کی بعثت کا مقصد افہام و تفہیم ہے اور یہ مقصد تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب کہ نبی بھی انسان ہو۔ایک فرشتہ پیغام عذاب لے کر آسکتا ہے لیکن نبی کے فرائض کو انجام دینا اس کے بس میں نہیں۔اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کو اگر کسی چیز کا علم نہ ہو تو وہ اہل علم کی طرف رجوع کرے۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی فرماتے ہیں۔

اگر آدمیوں کے پیغمبر ہونے میں تم کو شک ہے تو جن کو، کتب سابقہ کا علم ہے،یہودی ہوں یا عیسائی،ان سے دریافت کر لو کہ اللہ نے بنی اسرائیل کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا اور ان سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ کو ان کی امتوں کی ہدایت کیلئے بھیجا تھا۔

آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ جن لوگوں کو علم نہ ہو، ان کو علماء سے دریافت کرنا چاہئے۔[26]

اس آیت سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس چیز کا شرعی حکم تم کو معلوم نہ ہو اس کے متعلق اللہ عزوجل کا ارشاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم معلوم کر لیا کرو۔

10۔ گناہ اور ناجائز امور کی تحقیق بھی لازمی ہے۔

نامعلوم اور مشکل مسائل میں رہنمائی اور معاونت کے لیے صاحب علم سے استفادہ حاصل کرنے پر قرآن زور دیتا ہے، اس لیے لازم ہے کہ ناجائز اور گناہ کے کاموں سے بچنے کے لیے کا پورا اہتمام کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾[27]

اے ایمان لانے والو، بہت سے گمانوں سے بچوں، کیونکہ بعض گمان صریح گناہ ہوتے ہیں۔

یہ نیک گمانی اس ایمانی اخوت کا لازمی تقاضا ہے جس پر اسلام نے معاشرے کی بنیاد رکھی ہے اور اگر کوئی شخص اس کے برعکس یہ اصول ٹھہرا لے کہ جو رطب و یابس گمان اس کے دل میں پیدا ہوتے جائیں ان سب کو سنبھال کے رکھتا جائے تو گمانوں کے ایسے شوقین کی مثال اس شکاری کی ہے جو مچھلیاں پکڑنے کے شوق میں ایسا اندھا ہو جائے کہ مچھلیاں پکڑتے پکڑتے سانپ بھی پکڑ لے۔ ظاہر ہے کہ مچھلیوں کے شوق میں جو شخص ایسا اندھا بن جائے گا اندیشہ ہے کہ اسی شوق میں کسی دن وہ اپنی زندگی ہی گنوا بیٹھے گا۔ قرآن نے یہاں اسی خطرے سے مسلمانوں کو روکا ہے کہ گمانوں کے زیادہ درپے نہ ہو کیونکہ بعض گمان صریح گناہ ہوتے ہیں جو انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں۔ اس سے یہ تعلیم نکلی کہ ایک مومن کو بدگمانیوں کا مریض نہیں بن جانا چاہئے بلکہ اپنے دوسرے بھائیوں سے حسن ظن رکھنا چاہئے۔ اگر کسی سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو بدگمانی پیدا کرنے والی ہو تو حتی الامکان اسکی اچھی توجیہ کرے۔

مفتی محمد شفیع فرماتے ہیں۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں (اس لئے ظن و گمان کی جتنی قسمیں ہیں ان سب کے اقسام کے احکام کی تحقیق کر لو کہ کون سا گمان جائز ہے کون سا ناجائز، پھر جائز

کی حد تک رہو۔[28]

خلاصہ یہ ہوا کہ گناہ اور ناجائز امور کے بارے میں مکمل تحقیق کرنا لازمی اور ضروری ہے تا کہ ان کے سرزد ہونے سے محفوظ رہا سکے۔

11۔ عجلت سے گریز کرنا:

محقق اور عمل تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے بلکہ اطمینان کے ساتھ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ تَـؤُزُّهُمْ اَزًّافَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا﴾[29]

ترجمہ: آپ دیکھتے نہیں کہ ہم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انھیں ہر وقت (مخالفت حق پر) اکساتے رہتے ہیں۔ سو آپ ان کے متعلق جلدی نہ کریں ہم تو صرف ان کی میعاد پوری کر رہے ہیں۔

بد بخت کفار و مشرکین اپنی قوت ارادی سے کام نہ لے کر اس شیطانی اثر کو قبول کرتے رہتے ہیں۔ کفر و شرک کا بنیادی محرّک اور سبب شیطان ہوتا ہے۔ جب شیطان انسان پر مسلط ہو جائے تو انسان غیر اللہ کی عبادت کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ ہم شیاطین کو کفار کی طرف بھیجتے ہیں جو انھیں کفر و شرک پر ابھارتے ہیں۔ شیاطین سے مراد جنّات اور وہ انسان ہیں جو لوگوں کو برائی اور کفر و شرک پر آمادہ کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی سزا کے بارے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کی جلدی نہ کریں کہ انہیں جلد ہلاک کر دیا جائے تا کہ زمین ان سے پاک ہو جائے اللہ تعالیٰ نے انھیں مہلت دے رکھی ہے لیکن اس کا یہ معنیٰ نہیں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر اور اس کے علم میں نہیں ہیں، ایسا ہرگز نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال اور دن شمار کر رہا ہے۔ قیامت کے دن انھیں ایک ایک عمل کا حساب چکا دیا جائے گا۔

آدمی کے اطمینان، صبر و ثبات اور خوشی کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی کہ اس کا سب سے زیادہ قوت والا مدد گار مسلسل اس کے دشمن کی نگرانی کر رہا ہو اور یہ صورت حال دشمن کے لیے سب سے

بڑھ کر پریشان کن ہو سکتی ہے۔ اس لیے فرمایا، ہم تو بس ان کو دی ہوئی مہلت کا ایک ایک سانس گن رہے ہیں اور گنی ہوئی چیز نے آخر ختم ہونا ہے، پھر یہ کسی صورت بچ نہیں سکیں گے، تو پھر جلدی کیسی؟

12۔ منزل پانے کے لیے تحقیق و جستجو:

تحقیق اور نشان منزل کو ڈھونڈنا منزل مقصود تک رسائی میں معاون و مددگار ثابت ہوتا ہے۔

﴿ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَي النَّارِ هُدًى ﴾[30]

ترجمہ: جب انہوں نے آگ کو دیکھا تو اپنے گھر والوں سے کہا، ٹھہرو، بے شک میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں اس سے تمہارے پاس کوئی انگارہ لے آؤں یا میں آگ سے راستہ کی کوئی نشانی پاؤں۔

اس آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کے مدین سے واپس مصر کے سفر کا احوال ہے کہ دوران سفر آپ کو رات آگئی۔ شدید سردی کا موسم تھا۔ بیوی ساتھ تھی اور سخت اندھیرا تھا لہذا آپ راستہ بھی بھول گئے اور کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا، سخت پریشانی کا عالم تھا۔ اتنے میں آپ کو دور کہیں سے آگ دکھائی دی۔ جو اس بات کی علامت تھی کہ ضرور وہاں کوئی آدمی بھی موجود ہوگا۔

محقق کے لیے ضروری ہے کہ گرمی سردی اور موسمی حالات و مشقت سے بالاتر ہو کر تحقیق اور منزل کی جستجو میں مگن رہے۔

13۔ غلبہ بہر صورت حق کو حاصل ہوتا ہے:

تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ حق کی نشانیاں صدق دل سے دیکھی جائیں اور ان کو حق اور سچ سمجھ لینے کے بعد قبول کیا جائے۔

﴿ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰي مَا جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴾[31]

ترجمہ: انہوں نے کہا ہم تجھ کو ہرگز ان واضح دلیلوں پر ترجیح نہیں دیں گے جو ہمارے سامنے آچکی ہیں اور اس ذات پر (ترجیح نہیں دیں گے) جس نے ہم کو پیدا کیا ہے، پس تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے وہ کر گزر تو صرف اس دنیا کی زندگی میں ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔

فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں پوری جرات ایمانی کے ساتھ جادوگروں نے کہا کہ حق کے دلائل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے جن سے ہم اپنے خالق ومالک کو پہچان لیا ہے۔ لہذا اب ان دلائل سے روگردانی کرکے اور اپنے خالق کو چھوڑ کر تجھے کبھی ماننے کے نہیں۔

نتائج بحث:

اصول تحقیق سے مراد حقائق تک رسائی کے قواعد وضوابط ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ علم ومعرفت کا منبع وسرچشمہ بھی ہے۔ یہ لاریب کتاب زندگی میں پیش آمدہ تمام مسائل کے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ قرآن کریم نے حقائق تک رسائی کے لیے جامع اور ٹھوس اصول بیان فرمائے ہیں۔

1۔ کسی خبر یا اطلاع کے موصول ہونے کے بعد اس کی صداقت تک پہنچنا ضروری ہے۔

2۔ بغیر تحقیق کے کسی بات کو پھیلانا نہیں چاہیے۔

3۔ ہر سنی سنائی بات کو آگے پھیلانا اور تحقیق کو نظر انداز کردینا ضلالت وگمراہی کا سبب ہے۔

4۔ تحقیق کے میدان میں غوطہ زن ہونے کے لیے صاحب علم وفراست ہونا بنیادی شرط ہے۔

5۔ عمل کو کمال درجہ تک پہنچانے کے لیے تحقیق لازمی امر ہے۔

6۔ محقق کے لیے ضروری ہے کہ بیان واقعہ کو پوری توجہ سے سنے۔

7۔ تحقیق میں عقل کی تائید کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

8۔ تحقیق کی تکمیل تک کسی قسم کی کاروائی عمل میں نہیں لانی چاہیے۔

9۔ تحقیقی عوامل اہل علم کی زیر سرپرستی سرانجام پانے چاہیں۔

10۔ گناہ اور ناجائز امور کی تحقیق بھی لازمی ہے۔

11۔ میدان تحقیق میں عجلت سے گریز کرنا چاہیے۔

12۔ تحقیق کرنے سے منزل مقصود تک بآسانی رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔

13۔ حق وباطل کے درمیان تمیز کرنے میں تحقیق کو بنیادی کردار حاصل ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1].Firoz al Lughat Jadid(Lahore: Firoz sons Limited, 2014), p 65
[2].Ibn e Manzor Afriqi, Muhammad bin Mukarram, Lisan al Arab(Bairoot: Dar Sadir, 1414 Hijry), tahta mada Hqaq.
[3].Oxford Distionary oxford university press bombay 1982,ed,7th p,8844-
[4]. Hujrat: 6
[5]. Usmani, Muhammad Shafee, Maarf al Quran(Karachi: Idara Al Maarif, 2006),8:105
[6]. Al Nisa: 83
[7].Alosi , Shahab u Din Mehmod Bin Abdullah, Roh al Maani Fi Tafseer al Quran al Azeem wa Al Saba al Masani(Multan: Maktaba Imdadiya), 4:49
[8].Ibn e Kaseer, Ismail bin Umar bin Kaseer, Tafseer Quran al Azeem Almarof Tafseer Ibn e Kaseer(Amarat al Arbia: Maktaba al Irfan, 1999),2:323
[9].Al Nisa: 83
[10]. Muslim, Muhammad bin Muslim, Sahih Muslim(Bairoot: dar al Jabal, s n) Hadith: 7
[11]. Ahmad bin Hanbal, Abo Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal(moassasatah al Risalatah,1421 Hijry) Hadith:18238
[12].Al Nisa: 83
[13].Badar Alam, Tarjuman al Sunnah(Karachi: H. M Saeed company), 1:196
[14]. Islahi, Muhammad Ameen Ahsan, Tadabur al Quran(Lahore: Faran Foundation, 2009), 2: 113
[15].Al Asra: 36
[16]. Zamakhshri, Memood bin Amar bin Ahmad, Kashaaf an hqaiq Ghwamiz al Tanzeel(Bairoot: Dar al Kitab al Arbi, 1407 Hijry), 6662
[17].Jasas, Ahmad bin Ali, Ahkam al Quran(Bairoot: Dar Ahya al Turas al Arbi, 1405 Hijry), 5:29
[18]. Rooh al Maani fi Tafseer al Quran al Azeem wa Al saba al Msani, 15:83
[19]. Nomani, Alama Shibli, Seerat al Nabi(Lahore: Islami Kutab Khana), 1:36
[20]. Al Furqan: 73

[21]. Maarif al Quran, 6: 50
[22]. Al Nisa: 94
[23].Ahmad bin Hanbal, Msnad al Imam Ahmad bin Hanbal, Hadith:2023
[24].Tadabur al Quran,2:127
[25].Al Nahal: 43
[26]. Pani Pati, Sana ullah, Tafseer Mazhari(Pakistan: Maktaba Rasheed, 1412 Hijry), 5:342
[27]. Hujrat: 12
[28]. Maarif al Quran, 8:118
[29]. Maryum: 83,84
[30]. Taha:10
[31]. Taha: 72